

از عدالتِ عظمیٰ

یکم نومبر 1954

نویں چندر امانت لال

بنام

دی کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی سٹی

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، ایس آر داس، غلام حسن، بھگوتی اور وینکٹاراما ائیئر جسٹس صاحبان]

بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ (XI، سال 1922) دفعہ B-12- گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 (2 Ch.5 Geo.26) ساتویں گوشوارہ، فہرست I، آئٹم 54- سرمایہ جاتی فائدے پر ٹیکس، اگر الٹرا ائیئر ہے۔ سرمایہ جاتی فائدے، اگر آمدنی۔ قانون سازی کا عمل۔ الفاظ کی تشریح۔ آئینی ایکٹ میں استعمال ہونے والے الفاظ۔

بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ B-12 (ایکٹ XXII، سال 1947 کے ذریعے شامل) جس میں 'سرمایہ جاتی فائدے' پر ٹیکس عائد کیا گیا تھا، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 سے بالاتر نہیں ہے۔ 'سرمایہ جاتی فائدے' کی اصطلاح گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے ساتویں گوشوارہ کی فہرست I کے آئٹم نمبر 54 میں استعمال ہونے والے لفظ 'انکم' کے معنی میں اچھی طرح سے آتی ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ آمدنی سرمائے کے فوائد کی نشاندہی نہیں کر سکتی اور یہ سمجھنا بھی اتنا ہی غلط طریقہ ہے کہ ایک قانون سازی کا عمل ہے جو آمدنی اور سرمائے کے درمیان حد بندی کی واضح لکیر کو تسلیم کرتا ہے۔ قانون سازی کے عمل کے طور پر یہاں جس چیز پر انحصار کیا جاتا ہے وہ کچھ اور نہیں بلکہ لفظ آمدنی کو دی گئی عدالتی تشریح ہے جیسا کہ انکم ٹیکس اور مالیاتی قوانین میں استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح کی تشریح لازمی طور پر لفظ آمدنی کے عام فطری معنی کو کم نہیں کرتی جیسا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے ساتویں گوشوارہ کی فہرست I کے آئٹم نمبر 54 میں استعمال کیا گیا ہے۔

تشریح کا بنیادی اصول یہ ہے کہ الفاظ کو ان کے عام فطری اور گرامیکل معنی میں پڑھا جانا چاہیے لیکن قانون سازی کے اختیارات فراہم کرنے والے آئینی قانون میں اس کی تشریح انتہائی آزادانہ اور وسیع تر طول و عرض میں کی جانی چاہیے۔

کمشنر انکم ٹیکس بنام شاوالیس اینڈ کمپنی (ایل آر 59 آئی اے 206)؛ ریال بنام ہور اور ریال بنام ہنی ول (1923) 8 ٹی۔ سی۔ 521؛ کیلیفورنیا کا پراسٹریٹ (محدود اور کم) بنام ہیرس (1904) 5 ٹی سی 159؛ والیس برادران اینڈ کمپنی لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس [ایل آر 75 آئی اے 86: (1948) ایف۔ سی۔ آر۔ 16: 1 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 240] کرافٹ بنام ڈننی ایل آر 1933 اے سی 156؛ کاکشیا نارائن سنگھ بنام کمشنر انکم ٹیکس [ایل آر 70 آئی اے 180: (1943) 11 آئی۔ ٹی۔ آر۔ 513] مرکزی صوبے اور بیرار ایکٹ نمبر۔ XIV، سال 1938 (1939) ایف سی آر 18؛ یونائٹڈ پروونس بنام عتیقہ بیگم (1940) ایف سی آر 110؛ ریاست بمبئی ودیگر بنام ایف۔ این۔ بالسارا (1951) ایس۔ سی۔ آر۔ 682؛ آئزبز بنام میکمبر (252)۔ امریکہ 64: 189 ایل۔ ایڈیشن (521)؛ مرچنٹس لون اینڈ ٹرسٹ کمپنی بنام سمیٹنکا (255) یو۔ ایس۔ 65: 509 ایل۔ ایڈیشن (751) یونائٹڈ سٹیٹس بنام اسٹیورٹ (311) یو ایس 85: 60 ایل۔ ایڈیشن (40) اور ریچ بنام فیڈرل کمشنر آف ٹیکسیشن (66 سی ایل آر 198)، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 194، سال 1952۔

انکم ٹیکس حوالہ نمبر 46، سال 1950 میں بمبئی میں بااختیار عدالت عالیہ کے 7 ستمبر 1951 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ایس مترا (آر جے کولہ اور آئی این شراف، اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے۔

ایم سی سینتلاوڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت (جی این جوشی، ان کے ساتھ) مدعا علیہ کی طرف

سے۔

1954. یکم نومبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس داس نے سنایا۔

داس جسٹس۔ یہ اپریل 7 ستمبر 1951 کو بمبئی کی باختیارِ عدالتِ عالیہ کے ذریعے بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 66(1) کے تحت اپیل کنندہ کے کہنے پر دیے گئے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے۔ 31 مارچ 1948 کے ایک تشخیصی حکم نامے کے ذریعے، اپیل کنندہ کا تخمینہ انکم ٹیکس افسر، بمبئی نے، تشخیص سال 1947-1948 کے لیے، 19,66,782 روپے کی کل آمدنی پر کیا تھا اس میں ایکٹ کی دفعہ 1212 بی کے تحت اپیل گزار کے ہاتھوں میں دیے گئے سرمایہ جاتی فائدے کی نمائندگی کرنے والے 9,38,011 روپے بھی شامل ہیں۔ سرمایہ جاتی فائدہ کی مذکورہ رقم اپیل کنندہ نے درج ذیل حالات میں حاصل کی تھی۔ ٹیکس دہندہ کا بمبئی میں واقع کچھ غیر منقولہ جائیدادوں میں آدھا حصہ تھا جو ٹیکس دہندہ اور اس کے شریک مالکان نے متعلقہ اکاؤنٹنگ سال کے دوران جو کہ 31 دسمبر 1946 کو ختم ہونے والا کینڈر سال تھا، ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کو فروخت کیا تھا جسے مفتلال گگل بھائی اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مذکورہ جائیدادوں کی فروخت پر منافع 18,76,023 روپے تھا اور اس میں اپیل کنندہ کا آدھا حصہ 9,38,011 روپے کی رقم پر آیا جو دفعہ B-12 کے تحت تشخیص میں شامل تھا۔

اپریل 1948 میں، اپیل کنندہ نے مذکورہ حکم سے اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر کو اپیل کرتے ہوئے کہا کہ سرمایہ جاتی فائدہ پر ٹیکس لگانے کا اختیار دینے والے ایکٹ کی دفعہ B-12 مرکزی قانون سازی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اپیلٹ اسسٹنٹ کمشنر نے 5 اپریل 1949 کے اپنے حکم سے اپیل کو مسترد کر دیا۔ انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں مزید اپیل کو اس کے 30 جون 1950 کے حکم سے مسترد کر دیا گیا۔

اپیلٹ ٹریبونل کے حکم سے ناراض ہو کر اپیل کنندہ نے قانون کے کچھ سوالات اٹھانے کے لیے ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت اس پر درخواست دی۔ اپیلٹ ٹریبونل نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہ قانون کے کچھ سوالات پیدا ہوئے تھے، اس کے حکم نے مقدمے کا ایک بیان تیار کیا جس پر فریقین نے اتفاق کیا اور مندرجہ ذیل سوالات عدالتِ عالیہ کو بھیجے:-

(1) کیا مرکزی قانون سازی کی طرف سے "سرمایہ جاتی فائدے" کے عنوان کے تحت ٹیکس

کا نفاذ اختیار سے بالاتر تھا؟

(2) کیا یہ نفاذ کسی بھی طرح سے اس بنیاد پر غلط تھا کہ یہ بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ میں ترمیم

کر کے کیا گیا تھا؟

حوالہ سننے کے بعد عدالت عالیہ نے انکم ٹیکس حوالہ نمبر 18، سال 1950 میں اپنے فیصلے کے بعد، سر جے این ڈگن اور لیڈی جینا جے ڈگن بنام انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی سٹی نے پہلے سوال کا منفی جواب دیا اور رائے ظاہر کی کہ دوسرے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں تھا۔ اس حوالے میں دونوں فاضل ججوں نے پہلے سوال کا ایک ہی جواب دیا لیکن مختلف بنیادوں پر جیسا کہ ان کے متعلقہ فیصلوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ہمارے سامنے عدالت عالیہ کے سامنے جس بنیادی سوال پر بحث کی گئی تھی، وہ یہ تھا کہ کیا دفعہ B-12 جو سرمایہ جاتی فائدہ پر ٹیکس لگانے کا اختیار دیتی ہے، مرکزی قانون سازی کے اختیارات سے بالاتر ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔ دفعہ B-12 کو بھارتیہ انکم ٹیکس اینڈ ایکس پرافٹس ٹیکس (امینڈمنٹ) ایکٹ، 1947 (XXII، سال 1947) کے ذریعے ایکٹ میں شامل کیا گیا تھا جو کہ ایک مرکزی ایکٹ تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کی دفعہ 100 کے تحت، مرکزی قانون سازی کو اس ایکٹ کے ساتویں گوشوارہ میں فہرست I میں مذکور معاملات کے حوالے سے قوانین بنانے کا اختیار دیا گیا تھا۔ فہرست I میں صرف اندراجات جن پر اعتراض شدہ ایکٹ کو برقرار رکھنے کے لیے انحصار کیا جاسکتا تھا وہ اندراجات 54 اور 55 تھے جو مندرجہ ذیل تھے:

"54. زرعی آمدنی کے علاوہ آمدنی پر ٹیکس۔

55. افراد اور کمپنیوں کی زرعی زمین کے علاوہ اثاثوں کی سرمایہ قیمت پر ٹیکس اور کمپنیوں کے

سرمائے پر ٹیکس۔

چگلا چیف جسٹس نے مؤقف اختیار کیا کہ ایکٹ XXII، سال 1947 کا نفاذ جس میں دفعہ

B-12 شامل کیا گیا تھا، مرکزی قانون سازی کے قانون سازی کے اختیارات کے دائرہ کار میں تھا

کیونکہ یہ اندراج 55 کے اندر آتا ہے اور یہ مجموعی طور پر یا کسی بھی صورت میں اس حد تک درست تھا

کہ یہ افراد اور کمپنیوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اگرچہ فاضل چیف جسٹس کے لیے یہ فیصلہ کرنا غیر ضروری تھا

کہ آیا اس ایکٹ کو اندراج 54 کے دائرہ کار میں آنے والے قانون سازی کے ایک درست ٹکڑے کے

طور پر حمایت کی جاسکتی ہے، پھر بھی عدالت سامنے پیش کردہ دلائل کے احترام میں فاضل چیف جسٹس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اس کی اتنی حمایت نہیں کی جاسکتی۔ دوسری طرف، بے ٹنڈو لکرنے موقوف اختیار کیا کہ ایکٹ XXII، سال 1947 مکمل طور پر مرکزی قانون سازی کے دائرہ اختیار میں تھا کیونکہ یہ اندراج 54 کے اندر آتا ہے اور اس معاملے کے پیش نظر انہوں نے اس بات پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا کہ آیا قانون سازی ساتویں گو شواری کی فہرست I میں اندراج 55 کے تحت آتی ہے۔ ہماری رائے میں اندراج 54 کے حوالے سے جسٹس ٹنڈو لکر کا نظریہ درست اور معقول ہے۔

اپنی معمول کی صلاحیت اور مہارت کے ساتھ پیش کی گئی ایک واضح دلیل کے دوران جناب کولہ نے پیش کیا کہ اندراج 54 جو "آمدنی پر ٹیکس" سے متعلق ہے، سرمائے کے فوائد پر اس کے دائرہ کار ٹیکس میں شامل نہیں ہے۔ "ان کے مطابق آمدنی،" اس کی قدرتی درآمد یا عام استعمال کے مطابق یا انگلینڈ اور بھارت دونوں میں متعلقہ قانون سازی کی عدالتی تشریح کے مطابق سرمائے کے فوائد کی نشاندہی نہیں کرتی ہے۔ انہوں نے پیش کیا کہ ماہر چیف جسٹس کا خیال مکمل طور پر درست تھا کہ آمدنی اور سرمائے کے درمیان حد بندی کی ایک واضح لکیر ہے جس کا مشاہدہ انگریزی وکلاء اور انگریزی قانون دانوں نے ہمیشہ کیا ہے، کہ انگریزی قانون سازی کے عمل نے ہمیشہ اس فرق کو تسلیم کیا ہے اور چونکہ یہ لفظ انگلینڈ میں اس طرح کے قانون سازی کے عمل کی وجہ سے ایک خاص معنی اور ایک خاص معنی حاصل کرنے کے لیے آیا تھا، برطانوی پارلیمنٹ جس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 نافذ کیا تھا، کو اس معنی میں اندراج 54 میں اس لفظ "آمدنی" کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے طور پر قابل جانا چاہیے۔ تاہم، ہماری توجہ مالیاتی قوانین جیسے فنانس ایکٹ اور انکم ٹیکس ایکٹ کے علاوہ کسی اور قانون سازی کی طرف نہیں مبذول کرائی گئی ہے جہاں لفظ "آمدنی" استعمال کیا گیا ہے اور اس لیے یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ تنقیدی لفظ نے کسی قانون سازی کی وجہ سے کوئی خاص معنی حاصل کیا تھا۔ کئی ایسے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جہاں عدالت نے لفظ "آمدنی" کی تشریح کی ہے۔ لہذا، جسے قانون سازی کے عمل کے طور پر بیان کیا گیا ہے وہ لفظ "آمدنی" کی عدالتی تشریحات کے سوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ اوپر بیان کردہ مالیاتی قوانین میں ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم، ان معاملات کا جائزہ لینے سے فوری

طور پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ ان فیصلوں کا تعلق انکم ٹیکس قانون سازی کے تناظر میں اس لفظ کے معنی کا پتہ لگانے سے تھا۔ اس طرح انکم ٹیکس کمشنر بنام شاوا لیس اینڈ کمپنی (1) میں پریوی کونسل کے ان کے عزت ماب کے مشاہدے نے لفظ "آمدنی" کے معنی کو بیان کیا جیسا کہ "اس ایکٹ میں" استعمال کیا گیا ہے۔ رائٹل بنام ہو ر اور رائٹل بنام ہنی ول (2) میں جسٹس رولٹ کے فیصلے کا حوالہ، جس کا حوالہ فاضل چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں دیا تھا اور جس پر جناب کولاہ نے سختی سے انحصار کیا تھا، ان قوانین میں استعمال ہونے والے منافع یا فوائد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ "کیلیفورنیا کا پراسٹریٹیکٹ (محدود اور کم) بنام ہیرس (3) میں، عزت ماب کلرک انکم ٹیکس ایکٹ، سال 1842 کے گوشوارہ D کے معنی میں کچھ چیزوں کی قیمت پر فروخت پر حاصل ہونے والی بڑھتی ہوئی قیمت کو منافع نہیں قرار دیتے ہیں۔" یہ محفوظ مشاہدات بالکل واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کا تعلق انکم ٹیکس ایکٹ میں استعمال ہونے والی "آمدنی" یا "منافع" کی اصطلاح سے ہے۔ یہ کہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ یہ مشاہدات کسی بھی طرح سے عام انگریزی لفظ "آمدنی" کے فطری معنی کو کم کرتے ہیں۔ اس معاملے کی سچائی یہ ہے کہ جب کہ انکم ٹیکس قانون سازی لفظ "آمدنی" کی ایک جامع تعریف اپناتی ہے، اس طرح کی قانون سازی کی اسکیم صرف ایسی آمدنی وصول کرنے کے لیے ہے جو کچھ مخصوص سروں کے تحت آتی ہے (مثال کے طور پر، انگریزی ایکٹ، سال 1918 کے 5 گوشواروں اور ہماری دفعہ 6 کو درج ذیل حصوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے) اور جیسا کہ قانون میں مذکور ہوتا ہے یا جمع ہوتا ہے یا موصول ہوتا ہے یا سمجھا جاتا ہے یا وصول کیا جاتا ہے۔ عدالتوں نے اس اسکیم کے تناظر میں لفظ "آمدنی" کے معنی کا پتہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ عدالتوں کی طرف سے زیر بحث لفظ پر دی گئی تشریح کا مقصد مخصوص قانون سے باہر لفظ "آمدنی" کے معنی کو مکمل کرنا تھا۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں، جیسا کہ ہمیں کہا جاتا ہے، کہ لفظ "آمدنی" کے معنی انکم ٹیکس ایکٹ میں ظاہر ہونے والے اس لفظ کی عدالتی تشریح کی وجہ سے سختی سے واضح ہو گئے ہیں تو منطقی طور پر انکم ٹیکس ایکٹ کے دائرہ کار میں کوئی اضافہ، ترمیم یا دوسری صورت میں، مستقبل میں جائز نہیں ہوگا۔ اس قدر غیر معمولی اور حیران کن نتیجہ پر شاید ہی غور کیا جاسکے یا اسے قبول کیا جاسکے۔ ہم مطمئن ہیں کہ جناب کولاہ کے ذریعے انحصار کیے گئے اور فاضل چیف جسٹس کے فیصلے میں

جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے، جیسا کہ ہم انہیں پڑھتے ہیں، اس وسیع تجویز کو قائم نہیں کرتے کہ عام انگریزی لفظ "آمدنی" نے خاص طور پر محدود معنی حاصل کر لیا ہے۔ والس برادر اس اینڈ کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ کمشنر آف انکم ٹیکس (1) کا معاملہ لفظ "آمدنی" کے معنی کا پتہ لگانے سے متعلق نہیں تھا۔ وہاں مسئلہ یہ تھا کہ کیا کسی انگریزی کمپنی کی غیر ملکی آمدنی جو بمبئی میں کاروبار کرنے والی فرم میں شراکت دار تھی اور جس کی بھارتیہ آمدنی اس کی غیر ملکی آمدنی سے زیادہ تھی، کو دفعہ 4-اے کے معنی میں رہائشی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس سیاق و سباق میں اس معاملے میں کہا گیا تھا کہ قانون سازی کے دائرہ کار اور معنی کا تعین کرنے میں برطانیہ کے قانون سازی کے عمل میں اس موضوع کے اندر عام طور پر جو قبول کیا جاتا تھا اس کا احترام کرنا پڑتا تھا۔ وہاں مسئلہ یہ تھا کہ لفظ "آمدنی" کے معنی کا اتنا پتہ نہ لگایا جائے کہ غیر ملکی آمدنی پر ایکٹ کے اطلاق کی حد کا پتہ لگایا جاسکے۔ یہ معاملہ، واضح طور پر، یہ ثابت نہیں کرتا کہ لفظ "آمدنی" نے کوئی خاص یا تنگ معنی حاصل کیا تھا۔ یہی تبصرے کر افٹ بنام ڈنفی (2) کے معاملے پر لاگو ہوتے ہیں، جس کا حوالہ لارڈ اتھواٹ نے والس برادر اس کیس (اوپر) میں پریوی کونسل کا فیصلہ سناتے ہوئے دیا تھا۔ کالمشیا نارائن سنگھ بنام انکم ٹیکس کمشنر (3) میں لارڈ رائٹ نے مشاہدہ کیا:-

"آمدنی، یہ سچ ہے، ایک مشکل لفظ ہے اور کسی بھی عین مطابق عمومی فارمولے میں اس کی وضاحت کرنا شاید ناممکن ہے۔ یہ سب سے وسیع تر معنی کا لفظ ہے۔"

مذکورہ بالا مشاہدہ کرنے کے بعد معزز کمشنر آف انکم ٹیکس، بنگال بنام شاوالیس اینڈ کمپنی (اوپر) میں سر جارج لائنڈس کے مشاہدات کا حوالہ دیا، جہاں لفظ "آمدنی" کے معنی کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی تھی جیسا کہ اس ایکٹ میں استعمال کیا گیا تھا۔ لہذا، یہ واضح ہے کہ جناب کولہ کی طرف سے انحصار کرنے والے حکام میں سے کوئی بھی انکم ٹیکس قانون کے علاوہ "آمدنی" کی اصطلاح کے معنی کی نشاندہی کرنے والے قانون سازی کے عمل کو قائم نہیں کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں، اندراج 54 میں لفظ "آمدنی" کی تشریح کسی بھی نام نہاد انگریزی قانون سازی کے عمل کی روشنی میں کرنا غلط ہوگا جیسا کہ جناب کولہ نے دعویٰ کیا ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ انگریزی انکم ٹیکس ایکٹ، سال 1945 (8 اور 9-Geo.، C. VI 32، دفعات 37 اور 38) سرمایہ جاتی فائدے کو قابل ٹیکس آمدنی کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے سامنے جو سوال ہے اس کا تعلق آئین کے قانون میں ظاہر ہونے والے لفظ کی درست تشریح سے ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے، اس کی کسی بھی تنگ اور تعریفی معنی میں تشریح نہیں کی جانی چاہیے۔ گوارڈ چیف جسٹس دی سینٹرل پروونس اینڈ بیرار ایکٹ نمبر XIV، سال 1938⁽¹⁾، میں صفحات 36-37 پر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ قواعد جو دوسرے قوانین کی تشریح پر لاگو ہوتے ہیں اس ریزرویشن کے تابع آئینی قانون سازی کی تشریح پر یکساں طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ کہ ان کا اطلاق لازمی طور پر قانون سازی کے موضوع سے مشروط ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے سامنے مسئلہ اندراج 54 میں ظاہر ہونے والے ایک لفظ کی تشریح کرنا ہے جو قانون سازی کی طاقت کا سربراہ ہے۔ جیسا کہ گیور چیف جسٹس نے صفحہ 134 پر دی یونائیٹڈ پروونس بنام عتیقہ بیگم⁽²⁾ میں نشاندہی کی ہے کہ فہرستوں میں سے کسی بھی آئٹم کو تنگ یا محدود معنوں میں نہیں پڑھا جانا چاہیے اور یہ کہ ہر عام لفظ کو تمام ذمہ معاون یا ماتحت معاملات تک بڑھایا جانا چاہیے جسے منصفانہ اور معقول طور پر اس میں سمجھا جاسکتا ہے۔ اس لیے یہ واضح ہے اور چیف جسٹس چگلاتھ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ قانون سازی کے اختیارات کو ان کے عام معنی کے مطابق وسیع تر ممکنہ تعمیر فراہم کرنے والی فہرست میں اندراج کو اس میں استعمال ہونے والے الفاظ پر رکھا جانا چاہیے۔ قانون سازی کے عمل کا حوالہ کسی لفظ کے معنی کو کم کرنے کے لیے قابل قبول ہو سکتا ہے تاکہ دو قانون سازی کی فہرستوں میں دو متضاد توضیحات کو ہم آہنگ کیا جاسکے جیسا کہ سی پی اور بیرار ایکٹ کیس (اوپر) میں کیا گیا تھا، یا ان کے عام معنی کو بڑھایا جاسکے جیسا کہ ریاست بمبئی و دیگر بنام ایف این بلسار⁽³⁾ میں کیا گیا تھا۔ تاہم، تشریح کا بنیادی اصول یہ ہے کہ الفاظ کو ان کے عام، فطری اور گرانٹمر کے معنی میں پڑھا جانا چاہیے، بشرطیکہ اس بات پر زور دیا جائے کہ کسی آئینی قانون میں الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے جو قانون سازی کا اختیار فراہم کرتا ہے، الفاظ پر انتہائی آزادانہ تعمیر کی جانی چاہیے تاکہ ان کا اثر ان کے وسیع تر طول و عرض پر پڑ سکے۔

تو پھر، لفظ "آمدنی" کا عام، فطری اور گرانٹمر معنی کیا ہے؟ لغت کے مطابق اس کا مطلب ہے "ایک چیز جو اندر آتی ہے"۔ (آکسفورڈ ڈکشنری، جلد V، صفحہ 162؛ اسٹراؤڈ، جلد II، صفحات 14-16) دیکھیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ اور آسٹریلیا، جو دونوں انگریزی بولنے والے ممالک بھی ہیں، لفظ

"آمدنی" کو وسیع معنوں میں سمجھا جاتا ہے تاکہ سرمائے کے حصول کو شامل کیا جاسکے۔ آئزبز بنام میکسبر (1)، مرچنٹس لون اینڈ ٹرسٹ کمپنی بنام سمیٹو کا (2)، اور یونائیٹڈ سٹیٹس بنام اسٹیورٹ (3)، اور ریش بنام فیڈرل کمشنر آف ٹیکسیشن (4) کو حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک معاملے میں لفظ "آمدنی" کو اس کے فطری معنی کے طور پر بہت وسیع معنی سے منسوب کیا گیا تھا۔ جسٹس ٹنڈولکر کے فیصلے میں جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا فیصلہ کرنے والے فاضل ججوں کے متعلقہ مشاہدات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ لفظ "آمدنی" پر اس طرح کے وسیع معنی اس وجہ سے نہیں رکھے گئے تھے کہ نہ تو یونائیٹڈ سٹیٹس میں یا دولت مشترکہ آسٹریلیا میں کسی خاص قانون سازی کے عمل کی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے کہ یہ عام انگریزی لفظ "آمدنی" کا عام تصور اور معنی تھا۔ "اس کے فطری معنی میں کوئی بھی منافع یا نفع شامل ہوتا ہے جو حقیقت میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ لارڈ رائٹ کے مشاہدات کے مطابق ہے جس کا حوالہ پہلے ہی دیا جا چکا ہے۔ جناب کولہہ تسلیم کرتے ہیں کہ لفظ "آمدنی" کو یونائیٹڈ سٹیٹس اور آسٹریلیا میں وسیع معنوں میں قابل جانا ہے جس کا دعویٰ ماہر اٹارنی جنرل نے کیا ہے لیکن وہ برقرار رکھتے ہیں کہ انگلینڈ میں قانون مختلف ہے اور اس لیے اندراج 54 جو پارلیمانی قانون میں آتا ہے اسے انگلینڈ کے قانون کے مطابق قابل جانا چاہیے۔ ہمیں ایک بار پھر اسی دلیل پر واپس لایا جاتا ہے کہ لفظ نے ایک محدود معنی حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے انگلینڈ میں قانون سازی کا عمل کہا جاتا ہے۔ ایک ایسی دلیل جسے ہم پہلے ہی مسترد کر چکے ہیں۔ ایک فرض شدہ قانون سازی کے عمل پر مبنی دلیل اس طرح راستے سے باہر ہونے کی وجہ سے، اس کے فطری اور گرامیکل معنی کو عام انگریزی لفظ "انکم" پر لاگو کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی۔ "جیسا کہ پہلے ہی مشاہدہ کیا گیا ہے، اس لفظ کو اس حقیقت کے پیش نظر وسیع تر معنی دیا جانا چاہیے کہ یہ قانون سازی کا اختیار دینے والے قانون ساز سربراہ میں ہوتا ہے۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بناء پر ہماری رائے ہے کہ ایکٹ XXII، سال 1947 جس نے دفعہ 2 (C-6) میں آمدنی کی اصطلاح کی تعریف کو بڑھا کر بھارتیہ انکم ٹیکس ایکٹ میں ترمیم کی اور دفعہ 6 میں آمدنی کا نیا سرمتعارف کرایا اور نئی دفعہ B-12 داخل کرنا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے ساتویں گوشوارہ کی فہرست I میں اندراج 54 کے تحت کام کرنے والی مرکزی قانون

سازیه کے اختیارات کے اندر ہے۔ معاملے کے اس تناظر میں ہمارے لیے اس فہرست میں اندراج 55 کے معنی، دائرہ کار اور دائرہ کار کے بارے میں کسی رائے پر غور کرنا یا اس کا اظہار کرنا غیر ضروری ہے۔ اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔